تفسیر معارف القرآن میں وارد واقعات سیرت بابت تحویل قبلہ معاصر دروس ونصائح،ایک تحقیقی جائزہ

Events in Tafsir Ma'arif ul-Quran, contemporary lessons and advice about Qibla custody, a research review

امداد اللہ* ڈاکٹر سردار علی**

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v6i2.384

Received: July 24,2023
Accepted: September 15, 2023
Published: December,2023

Abstract

In his book "Tafseer Maarif ul-Qur'an," Maulana Muhammad Idrees Kandhalvi describes how the Qibla, or the direction of prayer, underwent a considerable alteration in the second year after the migration to Madinah. Muslims first offered their prayers toward Bayt al-Maqdis in Jerusalem for more than 13 years in Makkah and for around 17 months in Madinah. The Kaaba was chosen as the last Qibla. Maulana Kandhalvi also describes its fundamental spiritual importance as the center of the earth. This alteration is related to the Night of Mairaaj, during which the Prophet Muhammad, peace be upon him, ascended into the heavens and received the title "Nabi al-Qiblatin." In obedience to a divine command, Muslims momentarily worshiped towards Bayt al-Maqdis, although the Kaaba continued to be the most important Qibla, signifying the highest spiritual significance on Earth.

Keywords: Tafseer Maarif ul-Qur’an ,Qibla, Khana Kaba, Lessons & Tips

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی حالاتِ زندگی:

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ 1899ء کو بھوپال(کاندھلہ) میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد مولانا حافظ محمد اسماعیل کاندھلویؒ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔([1]) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے بچپن ہی میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔اس کے بعد آپؒ نے انیس سال کی عمر میں

* پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز قرطبہ یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور پاکستان۔
imdadu493@gmail.com (Correspondence Author)
** اسسٹنٹ پروفیسر،اسلامک اسٹڈیز، قرطبہ یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور پاکستان۔

درس نظامی مظاہر العلوم سہارن پور سے مکمل کی، پھر دارالعلوم دیوبند سے دوبارہ دورہ حدیث کی۔ آپؒ کی تاریخ وفات 16 جولائی 1974ء ہے۔(2)

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی علمی خدمات:

آپؒ کی تدریسی خدمات کا سفر 53 سالوں پر مشتمل ہے، جس میں مولانا ادریسؒ نے دار العلوم دیوبند کے علاوہ مدرسہ امینیہ دہلی اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں تدریسی خدمات سر فہرست ہیں۔ وعظ و نصیحت اور تصنیف و تالیف غرض علمی زندگی سے وابستہ ہر میدان میں بڑی نمایاں اور قابلِ اعتراف کامیابیاں حاصل کیں۔ انہوں نے علم کے دریا میں بڑی مہارت کے ساتھ غوطہ زنی اور علوم و معارف کے اصل حقائق تک رسائی حاصل کی۔ مولانا محمد ادریسؒ کا اندازِ اسلوب نہایت سادہ شائستہ اور تکلف سے پاک تھا۔ مشکل اور مبہم عبارات اور بڑے بڑے جملوں کے بجائے آسان اور مختصر لفظوں میں بات کو سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ زبان و بیان اس قدر مستحکم اور متسلسل تھی۔ پاکستان میں نظامِ اسلام کے نفاذ کے لیے کوشاں رہے۔ تحریک ختمِ نبوت میں بھرپور حصہ لیا، اور تحریر و تقریر کے ذریعہ قادیانیت کی تردید کرتے رہے(3)

تصانیف و تالیف:

درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کے علاوہ تحریر اور تصنیف سے بھی مولانا محمد ادریسؒ نے دین مستحکم کی جولازوال خدمات سر انجام دیں اس کی کوئی مثل نہیں۔ آپؒ کا اندازِ اسلوب نہایت سادہ شائستہ اور تکلف سے پاک تھا۔ تصنیف کے میدان میں شہسواری کا بڑا ملکہ رکھتے تھے۔ علم تفسیر، حدیث، عقائد و کلام، سیرۃ النبیؐ، رد فرق باطلۃ غرض ہر میدان میں مولانا ادریسؒ نے تصنیفی خدمات انجام دی۔ مولانا ادریسؒ کی کئی اہم تصانیف درجہ ذیل ہیں۔

- تفسیر معارف القرآن(4)
- الفتح السماوی بتوضیح تفسیر البیضاوی(5)
- مقدمۃ الحدیث(6)
- حجیتِ حدیث(7)
- مقدمۃ البخاری(8)

- تحفۃ القاری بحل مشکلات البخاری [9]
- التعلیق الصحیح [10]
- علم عقائد وکلام [11]
- اصولِ اسلام [12]
- دستور اسلام [13]
- التعلیقات العربیہ [14]
- سیرۃ مصطفیٰ [15]

تحویل قبلہ کی تاریخی پس منظر، معاصر دروس ونصائح

قبلہ کا معنیٰ ومفہوم:

قبلہ قاف کے کسرہ، با کے سکون اور لام کے فتحہ کے ساتھ فِعل کا مصدر ہے۔ بمعنی سامنے کی کوئی چیز۔

اصطلاح شریعت میں قبلہ سے مراد خانہ کعبہ ہے جو مسجد حرام، سعودی عرب کے مشہور شہر مکہ میں واقع ہے مسلمان اس کی طرف رخ کرکے مسلمان نماز پڑھتے ہیں قبلہ کی سمت کہلاتی ہے۔[16]

تحویل کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

تحویل باب تفعیل کا مصدر ہے، بمعنیٰ تبدیل وتغییر اور منتقل کرنا۔[17]

خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے کی تاریخی پس منظر:

تحویل قبلہ کا یہ عمل ہجرت مدینہ کے دوسرے سال نصف رجب کے مہینہ میں پیش آیا۔ احادیثِ مبارکہ سے اس کی صراحت معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز ادا فرمائی تھی۔ تحویل قبلہ کی تاریخ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ مکہ مکرمہ کے تیرہ برس اور مدنی عہد کے سولہ، سترہ ماہ مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس رہا۔[18]

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنی مایہ ناز تفسیر میں تحویل قبلہ کی بحث میں لکھا ہے کہ خانہ کعبہ کو اس لیے قبلہ بنایا گیا کیونکہ خانہ کعبہ پوری زمین کا مرکزی نقطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے یہی

مرکزی نقطہ پیدا فرمایا، اور یہی سے زمین بچھائی گئی اور یہی جگہ بنی نوع انسان کا مبداء ترابی ہے اور یہی جگہ عرش عظیم اور بیت المعمور کے محاذات میں ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مرکز ہے۔ اس طرح شب معراج میں رسول اللہ ﷺ کو براق پر سوار کرکے بیت المقدس لاکر سارے انبیاء کرام کی ارواح سے ملاقات کرائی گئی اور وہی سے رسول اللہ ﷺ آسمان پر تشریف لے گئے، اور نبی القبلتین کے لقب سے ملقب ہوئے اور تورات اور انجیل کی بشارت پوری ہوئی کہ وہ نبی آخر الزمان صاحب قبلتین ہوگا۔ لہٰذا اس شکر میں نبی علیہ السلام کو معراج بیت المقدس سے ہوئی۔ چند روز کے لیے نماز میں بیت المقدس کے استقبال کا حکم ہوا کہ یہ مقدس جگہ جو آپ ﷺ کی معراج اور ترقی کا زینہ بنی۔ غرض یہ کہ اس وجہ سے چند روز کے لیے بیت المقدس کے استقبال کا حکم ہوا پھر ہمیشہ کے لیے اصلی قبلہ کے استقبال کا حکم نازل ہوا۔ اس لیے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کا اصل قبلہ خانہ کعبہ ہے اور یہی جگہ تمام روئے زمین پر سب سے افضل اور اکمل ہے۔[19]

آپ ﷺ کا بیت المقدس کی جانب نماز پڑھنا اور تحویل قبلہ کا حکم:

مولانا ادریسؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ جب تک مکہ میں رہے تو خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ جب مدینہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے لگے۔ اس کے بعد خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم آیا تو یہود، مشرکین اور منافقین طرح طرح کے طعنہ دینے میں مشغول ہوگئے۔ یہود نے کہا کہ پہلے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے جو انبیاءؑ سابقین کا قبلہ تھا۔ اب یہ کیوں چھوڑ دیا۔ اس سے قبل جب نبی کریم ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو یہود کہتے کہ جب ہمارے دین کو مانتے نہیں تو ہمارے قبلہ کی طرف کیوں نماز پڑھتے ہیں۔ اسی طرح مشرکین بھی کہتے کہ محمد! اب سمجھ گئے ہیں اور رفتہ رفتہ اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ کوئی کہتا کہ آپ ﷺ اپنے دین کے بارے میں متحیر ہیں۔ اور کہتا ہے کہ خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دینا نبی علیہ السلام کی خواہش پر تھی۔

تحویل قبلہ کے متعلق روایات اور اس کی تحقیق:

تحویل قبلہ کے بارے میں مولانا ادریسؒ نے مختلف روایات کا مفہوم ذکر کیا ہے۔ جو کہ صحیح بخاری سے ماخوذ ہے، تحقیق کے بعد امام بخاریؒ کی نقل کردہ روایات ذیل میں مذکور ہے:

حدثنا ابونعیم سمع زهیرا عن ابی اسحاق عن البراء ان رسول الله ﷺ صلی الی بیت المقدس ستة عشرشهرا اوسبعة عشرشهرا وکان یعجبه أن تکون قبلته البیت، وأنه صلاها صلاة العصروصلی معه قوم فخرج رجل ممن کان صلی معه فمرعلی المسجد وهم راکعون قال أشهد بالله لقد صلیت مع النبيﷺ قبل مکة، فداروا کما قبل البیت،(20)

ترجمہ: ہمیں ابو نعیمؒ نے بیان کیا کہا میں نے زہیرؒ سے سنا انہوں نے ابو اسحاقؒ سے اور انہوں نے براء بن عازبؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے سولہ یا سترہ مہینے تک نماز پڑھی لیکن آپ چاہتے تھے کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ ہو جائے۔ آخر ایک دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ نے عصر کی نماز بیت اللہ کی طرف رخ کر کے پڑھی اور آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ کرامؓ نے بھی پڑھی۔ جن صحابہ کرامؓ نے یہ نماز آپ کے ساتھ پڑھی تھی ان میں سے ایک صحابی رسولؓ مدینہ منورہ کی ایک مسجد کے قریب سے گزرے۔ اس مسجد میں لوگ رکوع میں تھے، انہوں نے اس پر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شہادت دیتا ہوں کہ میں نے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ ساری نمازی اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ اس کے بعد چند لوگوں نے کہا کہ جو لوگ کعبہ کے قبلہ ہونے سے پہلے انتقال کر گئے ہیں۔ ان کے بارے ہم کیا کہیں کیا ان کی نمازیں قبول ہوئیں یا نہیں؟ جس پر یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ[21] اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے در حقیقت اللہ لوگوں پر بہت شفقت کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

اسی طرح امام بخاریؒ نے براءؓ سے یہ روایت بھی نقل کیا ہے:

حدثنا محمد بن المثنی حدثنا یحی عن سفیان حدثنی ابو اسحاق قال سمعت البراء قال:صلینا مع النبیﷺ نحو بیت المقدس ستة عشراو سبعة عشرشهرا ثم صرفة نحو القبلة(22)

ترجمہ: ہم سے محمد بن مثنیٰؒ نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے یحییٰؒ نے بیان کیا، ان سے سفیانؒ نے ان سے ابو اسحاقؒ نے بیان کیا کہا کہ میں نے براء بن عازبؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔

اسی طرح ایک اور روایت بھی میں امام بخاریؒ نقل کرتے ہیں:

حدثناخالد بن مخلد حدثنا سليمان حدثنى عبدالله بن دينارعن ابن عمر بينما فى الصبح بقباء جاءهم رجل فقال ان رسول اللهﷺ قد انزل عليه الليلة قرآن وأمران يستقبل الكعبة الا فاستقبلوها وكان وجه الناس الى الشام فاستداروا بوجوههم إلى الكعبة([23])

ترجمہ: ہم سے خالد بن مخلدؒ نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمانؒ نے بیان کیا، مجھ سے عبد اللہ بن دینارؒ نے بیان کیا اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب وہاں آئے اور کہا کہ رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے کہ نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کریں، پس آپ لوگ بھی اب کعبہ کی طرف رخ کرلیں۔ راوی کے ہاں لوگوں کا چہرہ اس وقت شام بیت المقدس کی طرف تھا، اسی وقت لوگ کعبہ کی طرف پھر گئے۔

علاہ ازیں امام بخاریؒ نے یہ روایت بھی نقل کی ہے:

حدثناعلى بن عبدالله حدثنا معتمرعن ابيه عن انس قال لم يبق ممن صلى القبلتين غيرى([24])

ترجمہ: ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ہم سے معتمر نے بیان کیا ان سے ان کے والد نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ میرے سوا ان صحابہ کرامؓ میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور کوئی اب زندہ نہیں رہا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں طعن کرنے والوں کے متعلق بتایا کہ قبلہ کی بدلنے کی حکم میں یہ بے وقوف لوگ کہیں گے کہ کس چیز نے مسلمانوں کو اس قبلہ سے پھیر دیا کہ جس کی طرف وہ پہلے نماز ادا کرتے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ جس جہت اور سمت کو چاہے قبلہ مقرر فرماتے ہیں۔ اور جس کو چاہے منسوخ کرے بلکہ مقصود تو عبادت ہے اور قبلہ عبادت کی ایک راہ ہے([25])۔

بیت اللہ کے امتیازی اوصاف:

بیت اللہ کے امتیازی اوصاف بے شمار ہیں۔ سب سے پہلے اس کی تعمیر فرشتوں کی ذریعہ فرمائی، اس کے بعد حضرت آدمؑ کے ذریعہ اور اس کے بعد سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسماعیلؑ اس کے معمار رہے۔ اللہ

تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور اسماعیلؑ سے فرمایا کہ میرے اس گھر کو عبادت گزاروں کے لیے پاک صاف رکھیں ۔ اسے ثواب کی جگہ اور جائے امن قرار دیا۔ مکہ والے بالخصوص اہل ایمان کو پھلوں کے رزق سے نوازا۔([26]) کعبۃ اللہ کے بارے میں برا خیال تک رکھنے کو سنگین ترین جرم قرار دیا گیا۔ ایسا کرنے والے کا انجام بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ([27]) ترجمہ: اس مسجد حرام میں جو بھی راستی سے ہٹ کر ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا اسے ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھالیں گے۔

چند مہینوں کے لیے بیت المقدس کو قبلہ بنانے میں مصلحت:

مولانا ادریس کاندھلویؒ نے رقم طراز ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آپ ﷺ کا قبلہ خانہ کعبہ ہی تھا جو حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے چلا آرہا تھا اور بیت المقدس کی طرف چند روز آپ ﷺ نماز ادا کرتے رہے اس کو ہم نے آپ کا قبلہ نہیں بنایا تھا مگر محض اس مصلحت کے لیے چند مہینے اس کے استقبال کا حکم دیا تھا کہ ظاہر کریں کہ کون رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور کون کون رسول اللہ ﷺ کی تکذیب اورنافرمانی کی طرف پھرتا ہے یعنی بجائے کعبہ کے بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے میں مسلمانانِ قریش کا امتحان تھا کہ کون رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنے میں سچا ہے اور کون ذاتی حمیت کی رعایت کرتا ہے اس لیے کہ قریش کعبۃ کی تعظیم پر فخر کرتے، اور قبلہ ابراہیمی کی مجاورت اور خدمت حجاج پر فخر وغرور کرتے تھے اور بیت المقدس سے قبلہ بنی اسرائیل ہونے کی وجہ سے نفرت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قومی حمیت کی آزمائش کے لیے خانہ کعبہ کی جگہ بیت المقدس کے استقبال کا حکم دے دیا، اور پھر اس کے بعد دوبارہ قبلہ کی واپسی کی حکم نازل فرمائی۔(28)

تحویل قبلہ کی حکمتیں:

قرآن مجید میں تحویل قبلہ کے حکم مکرر لانے کی جو حکمتیں ہیں، مولانا محمد ادریسؒ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

- بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف منہ پھیرنا محض ایک جہت کی تبدیلی نہیں تھی، بلکہ اس میں اچھے اور برے مومن اور منافق میں تمیز کرنے جیسی متعدد حکمتیں اور اسباب پوشیدہ ہیں۔

- قبلہ کی تبدیلی ایک امتحان تھا، جس میں اہل ایمان ہی کامیاب ہوئے۔ اس کے برعکس مشرکین مکہ اور یہود مدینہ کا خبثِ باطن ظاہر ہو گیا۔
- مسلمان ہی سیدنا حضرت ابراہیمؑ کے حقیقی وارث تھے، اس لیے مسلمان ہی ان کی دینی میراث کے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ بیت اللہ کو قبلہ قرار دے کر اس امت کا ناتا میراث خلیل ﷺ سے جوڑ دیا گیا۔
- امت محمدیہ ﷺ کی فضیلت ومنقبت کو اجاگر کیا گیا کیونکہ انھیں وہ قبلہ عطا کیا گیا جو سب سے زیادہ قابلِ احترام ہے۔
- قبلہ کی تبدیلی سے مسلمانوں کے علیحدہ تشخیص کو بھی نمایاں کیا گیا۔ اگر بیت المقدس ہی قبلہ بر قرار رہتا تو اس سے مسلمانوں کا یگانہ تشخص واضح نہ ہوتا۔
- تبدیلی قبلہ سے مکہ میں رہ جانے والے مسلمانوں کی دلجوئی بھی مقصود تھی۔ کیونکہ بیت اللہ سے تعلق کا اظہار مکہ کے مجبور ومقہور مسلمانوں کے لیے تسکین کا باعث تھا۔
- واقعہ تحویل قبلہ کی پیغمبر علیہ السلام کی خواہش کے عین موافق حکم آجانے سے آپ ﷺ کی بڑی فضیلت کا ضامن ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے اپنے محبوب کی مرضی کے مطابق حکم نازل فرمایا۔
- اسی طرح شریعت اسلامیہ کے اصول تدریج کی اہمیت بھی نمایاں ہوئی کہ مختلف حالات کے اعتبار سے بتدریج تھوڑی تبدیلی آتی رہی اور انسانوں کی طبائع کے مطابق احکام بدلتے رہے۔
- تبدیلی قبلہ سب سے پہلا نسخ تھا، جس سے اللہ تعالیٰ کی کامل حاکمیت کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ وہ جس حکم کو چاہے بر قرار رکھے اور جس حکم کو بدلنا چاہے بدل دے۔ اوامر ونواہی حلت وحرمت اور حدود میں صرف خالق ومالک ہی کا حکم معتبر ہے۔
- تحویل قبلہ سے امت کے سامنے کامل اطاعت وفرمان برداری کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا بھی مقصود تھا تاکہ لوگ رہتی دنیا تک اس سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کا یہ کیسا شاندار نمونہ تھا کہ صحابہ کرامؓ نے فوراً نماز کی حالت ہی میں اپنا رخ تبدیل کر لیا، انھوں نے نماز ختم ہونے کا انتظار بھی نہ کیا۔

- تحویل قبلہ کے حکم فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ(29) کو تین باراس لیے مکرر لایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کی تین علت غائبہ بیان کی ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تمنا یہی تھی وحی کے انتظار میں بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے، یہ آپ کی دل جوئی اوراظہار تکریم کے لیے یہ حکم دیا گیا۔
- ہر امت کے لیے مستقل قبلہ ہوتا ہے اورامت محمد ﷺ یہ بھی ایک مستقل امت ہے لہٰذا اس کے لیے بھی ایک مستقل قبلہ ہونا چاہیے، تاکہ مخالفین کا الزام دفع کرنے کے لیے یہ حکم دیا گیا۔
- پہلی آیت عام حالات کے لیے ہے اوردوسری آیت تعمیم امکنہ کے لیے ہے اور تیسری آیت تعمیم ازمنہ کے لیے ہے یعنی تمام احوال، تمام مکانات اور تمام اوقات میں یہی قبلہ ہے، اس کی طرف استقبال لازمی ہے۔
- شریعت میں سب سے پہلے یہی حکم منسوخ ہوئی اس لیے اس کے بیان میں زیادہ اہتمام کیا گیا اور تاکیداً تین باراس حکم کا اعادہ کیا گیا۔ اسی طرح بعض اہل علم نے تکرار کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ پہلی آیت خاص ساکنانِ حرم کے حق میں ہے اوردوسری آیت ساکنان جزیرۃ العرب کے حق میں ہے اور تیسری آیت تمام روئے زمین کے باشندوں کے حق میں ہے۔(30)

واقعہ تحویل قبلہ معاصر دروس ونصائح

1۔واقعہ تحویل قبلہ سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کے حکم کی بجاآوری میں جلدی کرنے کا درس ملنا:

تحویل قبلہ کے واقعہ سے حاصل شدہ اسباق میں سے ایک سبق مؤمنین کا اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کا حکم ماننے میں جلدی کرنا ہے یہ واقعہ صحابہ کرامؓ کے ہراس حکم پر اعتماد کرنے کے بارے میں خطِ فاصل ہے جو حکم نبی کریم ﷺ اپنے رب کے ہاں سے ان کے پاس لے کر آئے، ان کے سینوں کو حق کے لئے کشادہ کر دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَما جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْها إِلاَّ لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كانَتْ لَكَبِيرَةً إِلاَّ عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَما كانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُفٌ رَحِيمٌ[31]"اور جس قبلے پر تم پہلے کاربن

تھے اسے ہم نے کسی اور غرض سے نہیں، بلکہ صرف یہ دیکھنے کے لئے مقرر کیا تھا کہ کون رسول کا حکم مانتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے؟ اور اس میں شک نہیں کہ یہ بات تھی بڑی مشکل لیکن ان لوگوں کے لئے ذرا بھی مشکل نہ ہوئی جن کو اللہ نے ہدایت دے دی تھی اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے در حقیقت اللہ لوگوں پر بہت شفقت کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔" انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کو فوری طور پر ماننے میں بڑی عمدہ مثالیں قائم کی ہیں۔ نماز عصر کے دوران بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف رخ ہوتے ہوئے ہی اپنے رخ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف پھیر دیئے۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ہم قبا میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے، جب ایک صحابی رسول ﷺ ان کے پاس آئے اور کہا: کہ رات کو رسول اللہ ﷺ پر قرآن مجید کا نزول ہوا ہے کہ کعبہ کو واپس قبلہ بنالیں پس تم لوگ اپنا رخ اس کی طرف پھیر دو اور اس وقت ان کے چہرے شام کی طرف تھے، ان حضرات نے اسی وقت کعبہ کی طرف رخ پھیر دیئے"۔ تو اس واقعہ میں ہمارے لیے اہم سبق یہ ملتا ہے کہ ہم مسلمان ہونے کے ناطے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہر حکم کو اسی طرح تسلیم کریں۔ کیونکہ ہمارا کام صرف اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہے اور صراط مستقیم وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ حکم دیا ہے۔(32)

2۔ کوئی جہت اپنی طرف سے قبلہ نہیں ہوتا:

سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی شریعت میں نماز کا قبلہ خانہ کعبہ اور حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں نماز کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کے لیے بھی ایک مستقل قبلہ تجویز فرمایا، لہذا معلوم ہوا کہ کوئی جہت اپنی ذات سے قبلہ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جس سمت کو قبلہ قرار دے وہی قبلہ ہوتا ہے۔

3۔اُمت مسلمہ پر عنایت خاص ہونا:

چونکہ تحویل قبلہ کا حکم عظیم واقعات میں سے ہیں جو کہ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہونا ہے، یہ عظیم واقعہ ہماری اسلامی تاریخ میں ان واقعات میں شمار ہوتا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی خواہش کو پورا فرمایا ہے اور نماز میں اپنے جد امجد سیدنا حضرت ابراہیمؑ کے قبلہ کعبہ مشرفہ کی طرف رخ کرنے کے بارے میں آپ ﷺ کی خواہش اور آرزو کو پورا فرمایا، جو کہ امت مسلمہ پر عنایت خاص ہے۔([33])

4۔اُمت مسلمہ کو جداگانہ حیثیت کا مرتبہ ملنا:

آپ ﷺ ہجرت سے قبل نمازمیں اپنے رب کے حکم سے بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تھے اور آپ ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد بھی سولہ یا سترہ مہینے تک نماز میں اسی طرف رخ کرتے رہے۔ آپ ﷺ ایسی وحی کے نزول کے شوق واشتیاق میں ہروقت فکرمند تھے، جس میں آپ ﷺ کو بیت الحرام کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا جائے، آپ ﷺ دلی طور پر اپنے رب سے اس کی اُمید رکھتے تھے، اور زبان حال سے اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی آرزو کو ضرور پورا فرمائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی آرزو کو پورا فرمایا اور آپ ﷺ کو اپنی نماز میں ہی کعبہ مشرفہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس بارے میں اللہ ارشاد ہے: قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا[34] "اے پیغمبر ﷺ ہم تمہارے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اُٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ چناں چہ ہم تمہارا رخ ضرور اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جو تمہیں پسند ہے۔ لو اب اپنا رخ مسجد حرام کی سمت کرلو آئندہ جہاں کہیں تم ہو اپنے چہروں کا رخ نماز پڑھتے ہوئے اسی کی طرف رکھا کرو"۔([35])

5۔تحویل قبلہ میں رسول خدا کا قدر ومقام:

بلاشبہ جو شخص تحویل قبلہ کے واقعہ میں پند ونصیحت حاصل کرنے کی غرض سے غور وفکر کرتا ہے تو وہ اس واقعہ سے کئی پند ونصائح اور اسباق سے آگاہی حاصل کرسکتا ہے۔ انہی اسباق ودروس میں سے سب سے اہم سبق نبی کریم ﷺ کی قدر ومنزلت، آپ کی رفعت وبلندی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ کا معلوم ہونا ہے۔ اور یہ مقام ومرتبہ نبی کریم ﷺ کے متعلق اللہ

تعالیٰ کے اس فرمان میں واضح ہو رہا ہے۔ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا[36]: چناں چہ ہم تمہارا رخ ضرور اس قبلے کی طرف پھیر دی جو تمہیں پسند ہے۔ در حقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر فضل و کرم ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کے عظیم مقام و مرتبے کا بیان ہے۔ اور یہ آپ ﷺ پر رب کی طرف سے احسان کے سلسلے کے جاری رہنے کی ایک خوش خبری ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ کے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: لِيَغْفِرَلَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ[37] "تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری اگلی پچھلی تمام کوتاہیوں کو معاف کر دے اور تاکہ اپنی نعمت آپ پر مکمل فرمادیں"۔ آپ ﷺ کی خاطر اللہ تعالیٰ آپ کے عظیم مقام و مرتبہ کے مطابق شمار ہونے والی آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی عادات واطوار کی بھی تعریف کی ہے کہ آپ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر ہے۔"[38]

6۔ تحویل قبلہ سے اُمت محمدیہ کا اعتدال اور شہادت حق کی اعزاز:

عصر حاضر میں تحویل قبلہ کے واقعہ سے حاصل شدہ اسباق میں سے ایک اہم عبر و درس اُمت کا معتدل اور متوسط راستے کو لازم پکڑنا ہے، اس عظیم واقعہ نے اس امت کی میانہ روی کے اصول کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَكَذلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِتَكُونُوا شُهَداءَ عَلَى النَّاسِ[39] "اور مسلمانوں اسی طرح تو ہم نے تم کو ایک معتدل اُمت بنایا ہے، تاکہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو۔" اس لیے میانہ روی جس کا مفہوم اس قدر وسیع ہے کہ یہ بغیر کسی افراط و تفریط کے زندگی کے تمام پہلوؤں میں شامل ہے اس سے مراد عدل و انصاف، حسن وخوبی، اعتدال اور باہمی توازن ادراک اور یقین میں، فکر واحساس میں تنظیم وروابط اور تعلقات میں اور زمین کی ناف اور اس کے درمیانی حصوں میں ایک متوسط قوم ہے۔ تو ہم سب کے لئے یہی بہتر ہے کہ ہم اس اعتدال پسندی کی طرف لوٹ آئیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو نوازا ہے۔ اور ہم اپنے تمام معاملات میں حقیقی طور پر اعتدال پسند بن جائیں۔

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اسلام میں جس چیز کا بھی حکم دیا ہے شیطان دو جہتوں میں سے کسی ایک جہت سے تیرے پاس آنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ ان میں کسی کے ذریعے تجھ پر وار کرتا ہے، افراط کے ذریعے یا تفریط کے ذریعے "اس لئے ہم پر فرض ہے کہ تفریط

اور اِدھر اُدھر کی راہ اختیار کرنے کی بجائے آسانی اور رواداری کی راہ کو لازم پکڑیں جو کہ کسی قسم کے تشدد اور انتہا پسندی کے بغیر دینی، اخلاقی اور ایک معتدل راہ ہے اور پھر تمام اُمتوں پر اُمتِ محمدی کی گواہی اُمت پر اس بات کو لازم کرتی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے ادا کرے تاکہ وہ اس گواہی کے قابل ہو سکے۔ ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "روزِ قیامت نوحؑ کو لایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا: کیا آپ نے پیغام پہنچا دیا تھا؟ تو وہ کہیں گے، جی ہاں اے میرے رب میں نے پیغام پہنچا دیا تھا پھر ان کی اُمت سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے آپ کو پیغام پہنچا دیا تھا؟ تو وہ کہیں گے: ہمارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا، تو اللہ تعالیٰ نوحؑ کو فرمائے گا: آپؑ کے گواہ کون ہیں؟ تو نوحؑ کہیں گے: محمد ﷺ اور ان کی اُمت، پھر تم کو لایا جائے گا۔ اور تم گواہی دو گے پھر نبی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً(40)

"اور اے مسلمانوں اسی طرح تو ہم نے تم ایک معتدل اُمت بنایا ہے تاکہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو۔"(41)

7۔ تحویل قبلہ سے صحابہ کرامؓ کی نبی علیہ السلام کی ہر حکم کی کامل اطاعت معلوم ہونا:

صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی ہر فعل کی پیروی کرتے، جب آپ ﷺ پر نماز کے وقت تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے بیت المقدس سے منہ موڑ کر کعبہ کی طرف کر لیا اور صحابہ کرامؓ نے بھی اپنے رخ کعبہ کی طرف پھیر دیئے۔ یہ بھی صحابہ کرامؓ کی آپ ﷺ کی پیروی اور اطاعت کی ایک بڑی دلیل ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کی ہر حکم کو یوں کامل طریقے سے مان کر پوری کرتے تھے۔(42)

8۔ تحویل قبلہ سے نماز کی اہمیت اور اس کا مقام و مرتبہ ظاہر ہونا:

انہیں اسباق میں سے ایک سبق نماز کی اہمیت، اس کا مقام و مرتبہ، اور اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر وسیع رحمت کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز اور ان دو عظیم واقعات کو اکٹھا بیان فرمایا ہے جن کا شمار تاریخ اسلام کے انتہائی اہم واقعات میں سے کیا جاتا ہے۔ پہلا واقعہ معجزہ اسراء و معراج ہے جب معراج کی رات ساتوں آسمانوں کے اوپر سے نماز فرض کی گئی تاکہ اس کی قدر و منزلت اور بلند مقام و مرتبے کو بیان کیا جائے۔ اسی طرح قرآن کریم نے نماز کو واقعہ تحویل قبلہ کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے اور اسے لفظ ایمان سے تعبیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَاكَانَ اللّٰہُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ[43] "اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ

تمہارے ایمان کو ضائع کردے۔"یعنی تمہاری پہلی پڑھی ہوئی نمازیں ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا: جب نبی کریم ﷺ کو خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہمارے اُن فوت شدہ بھائیوں کا کیا بنے گا جو اس سے پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نمازیں پڑھی ہیں؟ تو اس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ کہ یہ بھی اطاعت ہے اور وہ بھی اطاعت ہے۔ اس میں بیت المقدس کی طرف رخ کرکے ان کی ادا کی گئی سابقہ نمازوں کی قبولیت کے بارے میں ان کے لئے تسلی بھی ہے۔ اس آیت کا اختتام مومنین کے دلوں کے لئے ٹھنڈک، سلامتی اور تمام لوگوں کے لئے ترغیب کا باعث بنا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ[44] "بیشک اللہ لوگوں پر بڑی شفقت فرمانے والا مہربان ہے۔" تو وہ اپنے بندوں پر تو سب سے زیادہ شفقت اور رحمت فرمائیں گے۔(45)

9۔ تحویل قبلہ سے مسجد اقصیٰ اور مسجد حرام کی تعلق اور ربط کا ظاہر ہونا:

تحویل قبلہ کے واقعہ سے حاصل شدہ اسباق میں سے ایک سبق مکہ میں مسجد حرام اور قدس میں مسجد اقصیٰ کے درمیان گہرے ربط کا بیان اور ان کے آپس میں مضبوط تعلق کا اظہار کرنا ہے۔ مسجد حرام پہلی مسجد ہے جو زمین پر اللہ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے اور مسجد اقصیٰ دوسری مسجد ہے۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: مسجد حرام، میں نے کہا پھر اس کے بعد کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ، میں نے کہا ان دونوں کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا چالیس سال۔ پس جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے تو نماز ادا کرو، پس وہی مسجد ہے۔" تحویل قبلہ کے واقعہ نے دونوں مسجدوں کے درمیان گہرے تعلق کو بیان کیا ہے اور اسی طرح واقعۂ اسراء و معراج نے بھی ان دونوں کے درمیان گہرے تعلق کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہے: سُبْحٰنَ الَّذِي أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ(46) "پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کی ہیں تاکہ ہم انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں بیشک وہ ہر بات سننے والی، ہر چیز دیکھنے والی ذات ہے۔" اسی وجہ سے ان کی ایک ساتھ حفاظت کرنا اور ان میں سے کسی ایک کے حق میں

بھی کوتاہی نہ کرنا ہمارا فرض ہے اور یہ دونوں مساجد تمام مسلمانوں کے ذمے ایک امانت ہے یہاں تک کہ اللہ کی زمین پر رہنے والا مسلمان اس کا وارث بن جائے۔(47)

10۔اہل کتاب پر اتمام حجت اور دفع الزام ہونا ہے:

واقعہ ہذا سے معلوم ہوا کہ تحویل قبلہ کا حکم اہل کتاب کے لیے ہر زمانے میں اتمام حجت اور دفع الزام ہے۔پہلے قبلہ کی تبدیلی کا حکم مکرر ذکر کرنا اور دوسرا: لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ(48) سے اس حکم کی ایک نئی سبب بیان کی کہ پھر ہم تم کو مکرر کہتے ہیں اے محمد ﷺ! آپ جس جگہ سے بھی باہر نکلیں تو اپنا منہ نماز میں مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔اور اے مسلمانو! تم بھی جہاں کہیں ہو، اپنا منہ اس کی طرف کر لیا کرو تاکہ لوگوں کا تم پر کوئی الزام نہ رہے کیونکہ اگر تحویل قبلہ کا حکم نہ نازل ہوتا تو یہود تم کو یہ الزام دیتے کہ تورات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ نبی آخر الزمان کا قبلہ بالآخر قبلہ ابراہیمی ہی ہوگا اور خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا ان کو حکم آئے گا۔اس لیے یہود یہ الزام دیتے کہ تورات میں جو نبی آخر الزمان کی علامت لکھی ہوئی ہے وہ آپ ﷺ میں موجود نہیں اور مشرکین یہ الزام دیتے کہ حضرت محمد ﷺ دعویٰ تو ملت ابراہیمی کا کرتے ہیں اور اتباع قبلہ میں روگردانی کرتے ہیں۔اب تحویل قبلہ کے حکم نازل ہونے سے یہود اور مشرکین کسی کا کوئی الزام نہیں رہا اور ہر دو فریق کی زبان بند ہوگئی مگر جو ان میں ظالم ہیں وہ اعتراض اور طعن سے باز نہ آئیں گے۔

11۔واضح حکم نہ ملنے تک آپ ﷺ کا انبیاء سابقین کا طریقہ اختیار کرنا:

واقعہ تحویل قبلہ سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ جس کام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی واضح حکم موجود نہ ہوتا تو اس میں آپ ﷺ پہلے انبیاءؑ کا طریقہ اختیار کرتے، جس طرح نماز فرض ہو چکی تھی لیکن قبلہ کے بارے میں آپ ﷺ کو کوئی واضح حکم موجود نہ تھا۔اس لیے آپ ﷺ یہودیوں کی قبلہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف واضح حکم نازل ہوا۔

12۔اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کی مرضی وخواہش کو پورا کرنا:

رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا کہ کعبہ کو قبلہ بنائے اوراس بارے میں آسمان کی طرف بار بار منہ کرتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مرضی کو پورا کرنے کے لیے: فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ(49) حکم کو نازل فرمایا۔ اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ کی رضامندی اتنی منظور ہے کہ سمت قبلہ رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے موافق مقرر کیا۔ اس لیے صرف رسول اللہ ﷺ کی رضا کی خاطر قبلہ کی تبدیلی کا حکم فرمایا، اور خانہ کعبہ کو سمت سجدہ بنایا گیا اور ہمیشہ کے لیے یہ قانون نافذ کر دیا۔

13۔ تحویل قبلہ سے نبی علیہ السلام کی رسالت کی دلالت ہے:

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہے کیونکہ تحویل قبلہ کا حکم وحی کے ذریعے آپ ﷺ پر نازل ہوئی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ حق نبی ہے کیونکہ وحی کی اتباع کرتے ہیں، اور اپنی مرضی سے دین اور احکام نہیں بناتا۔ اس لیے تحویل قبلہ نبی علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق ہی ہے۔

14۔ تحویل قبلہ سے کتاب اللہ میں ناسخ و منسوخ کا معلوم ہونا:

تحویل قبلہ سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) میں ایسے احکام بھی ہیں جو ناسخ اور منسوخ ہیں اور علماء کرام اس پر متفق ہے کہ قرآن مجید نے جس حکم کو سب سے پہلے منسوخ کیا ہے وہ بیت اللہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا ہے۔ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم قرآن میں نہیں تھا یہ صرف آپ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے اور قرآن مجید نے اس حکم کو منسوخ کر دیا، پس ثابت ہوا کہ قرآن مجید سنت کا ناسخ ہے۔(50)

15۔ واقعہ تحویل قبلہ قرآن مجید وقتاً فوقتاً نازل ہونے پر ایک ثبوت ہونا:

واقعہ تحویل قبلہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ پر قرآن مجید وقتاً فوقتاً نازل ہوتا رہا، اور حسبِ ضرورت احکامات نازل ہوتے رہے۔ عرصہ نبوت میں جب بھی کوئی واقعہ یا ضرورت پیش آتی تو اسی کی مطابق اللہ تعالیٰ کی احکامات نازل ہوتا۔

16۔ تحویل قبلہ سے نبی علیہ السلام کی نبوت اور خاتم النبیین ثابت ہونا:

تحویل قبلہ کی حکم سے نبی کریم ﷺ کی نبوت اور خاتم النبیین ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ آخر الزمان نبی کا قبلہ کعبہ ہوگا۔(51)

17۔ آزمائش وابتلاء:

اللہ تعالیٰ کا بیت المقدس کو قبلہ بنانا اور پھر کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دینا مسلمانوں، مشرکوں، یہودیوں اور منافقوں سب کے لیے ایک عظیم فیصلہ اور آزمائش تھی۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو انہوں نے کہا: ہم نے سنا اوراطاعت کی، اور ہم اس حکم پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ سب احکامات ہمارے رب کی طرف سے ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے۔ ان کے ہاں یہ کوئی بڑا اور مشکل حکم نہیں۔ اور کافروں کے خیال کے مطابق کہ جب نبی علیہ السلام نے مشرکین کی قبلہ کعبہ کی طرف رخ کیا ہے تو عنقریب مشرکین کی بقیہ دین بھی قبول کرلیں۔ اور کعبہ کی طرف پیغمبر علیہ السلام کا لوٹنا حق ہے۔ اور یہود کی مخالفت اس لیے تھی، کہ اس پیغمبر نے پہلے انبیاء کے قبلہ کی مخالفت کی ہے، اوراگر یہ نبی ہوتے تو دوسرے انبیاء کرامؑ کے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے، جہاں تک منافقوں کی مخالفت کا تعلق ہے، وہ کہتے رہے کہ محمد نہیں جانتے کہ کس طرف رخ کریں۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش تھی، جس کے ساتھ اس نے اپنے بندوں کو آزمایا۔ ان لوگوں کو دیکھنا جو ان کے رسول کی پیروی کرتے ہیں جو اپنی ایڑیوں پر پھرتے ہیں۔(52)

18۔ مسلمانوں کو دوسروں سے ممتاز کرنے کی ضرورت:

تحویل قبلہ سے تمام مسلمانوں کو یہ پیغام بھی ملتا ہے کہ اپنے پیغمبر علیہ السلام کی ہر بات کی اقتداء اور پیروی کرو، اوردوسرے مذاہب کی تہذیب وتمدن سے پرہیز کیا کریں تاکہ تمہارے ان سے عبادت وتہذیب کی ہر پہلو میں امتیازی حیثیت ہو۔ جیسا کہ سردار دوجہاں ﷺ نے دوسری حدیث میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے: خالفوا الیھود والنصاری،(53) ترجمہ: یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو۔ اس میں مخالفت سے مراد لباس، وضع قطع، رسم ورواج اور عبادت وتہذیب کے سارے پہلوؤں میں مخالفت ہی ہیں۔

19۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سرخم تسلیم ہونا:

تبدیلی قبلہ میں یہ درس بھی ملتا ہے کہ عبادت کی روح اور ایمان کا تقاضا اللہ تعالیٰ کے حکم پر سر تسلیم خم کرنا ہے نہ کہ محض زبانی کلامی دعویٰ اور ظاہری عمل۔ اقرار باللسان کے ساتھ عمل بالجوارح

بھی ضروری ہے۔اوراللہ تعالیٰ کی قرب ورضاصرف زبانی اقرار نہیں مل سکتا بلکہ ہر دور میں اقرار لسانی کے ساتھ ساتھ عمل بالجوارح کی ضرورت ہے۔(54)

نتائج:

مذکورہ مضمون سے ہمیں نتائج کے طور پر چند باتیں معلوم ہوتی ہے۔

- تحویل قبلہ کا تعلق صرف ایک زمانے سے نہیں ہے بلکہ اس میں ہر دور کے لوگوں کے لیے اسباق وعبر موجود ہیں۔
- ہمیں چاہیے کہ قرآن مجید کی ہر حکم اورواقعہ سیرت پر غور کریں اوراس سے معاشرے کی اصطلاح کا درس لیں۔
- زندگی کی ہر پہلو چاہے انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی معاملات ہو، سب کے سب سیرت کی روشنی میں حل کریں۔
- پیغمبر علیہ السلام کے ہر حکم کو سر بچشم قبول کرلیں، چاہے اس میں فوائد نظر نہ بھی آتا ہو۔
- سیرت نبوی ﷺ کو حقیقی معنیٰ میں رہبری کا ذریعہ بنالیں۔ جس سے دیناوآخرت کی کامیابی وکامرانی حاصل ہوسکتی ہے۔

حوالہ جات وحواشی:

---

[1]۔ کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریسؒ(1974ء)، مقدمہ معارف القرآن، مکتبۃ الحسن، لاہور، 2009ء، ج1، ص135

Kandehlavi, Maolana Muhammad Idrees 1974AD, Muqadma Maarif ul Quran , Maktatul Hasan, Lahore, 2009 AD. Vol 1, p135

[2]۔ محمد علی، عقائد الاسلام، ادراہ اسلامیات کراچی لاہور 2010ء، ص15

M.Ali Aqaid ul islam Edara Islamiat Karachi, Lahore, 2010 AD, P15

[3]۔ کاندھلویؒ، مقدمہ معارف القرآن، ج1، ص136

Kandehlavi, Muqadma Maarif ul Quran Vol 1, p136

[4]۔ ایضاً: معارف القرآن، ج1، ص147

Ibid Kandehlavi, Muqadma Maarif ul Quran Vol 1, p147

[10]-کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریسؒ، الفتح السماوی بتوضیح لتفسیر البیضاوی، دار العلمیہ، لاہور، 2009ء، ج1، ص135

Kandehlavi,Muhammad M.Idrees, Al fath ul smavi bitawzeh tafseer ul bezawi, Darul ilmia, Lahore, 2009AD,vol 1 p135

[6] ۔کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریس، مقدمۃ الحدیث، مکتبہ نعمانیہ، لاہور، 1990ء، ص2

Kandehlavi,Malana M.Idrees,Muqadmat ul Hadith, Maktaba Numania Lahore, 1990 AD, p2

[7] ۔کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریس، تحفۃ القاری بحل مشکلات البخاری، مکتبہ عثمانیہ، لاہور، 1954ء، ج1 ص، 6

Kandehlavi, Maolana M Idrees,ilmul kalam, Maktaba Karimia Multan,1950AD,vol1, p12

[8] ۔کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریس، مقدمۃ البخاری، مکتبہ عثمانیہ، لاہور، 1950ء، ص3

Kandehlavi,Muhammad M.Idrees,Muqadmat ul Bukari,Maktaba Usmania Lahore, 1950 AD, p3

[9]۔کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریس تحفۃ القاری، مکتبۃ الحسن لاہور، 2011ء، ج1، ص2

Kandehlavi,Muhammad Idrees, Tuhfatul qari, aktabat ul Hasasn,Lahore,2011AD,v1 p2

[10] ۔کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریس، التعلیق الصبیح، مکتبہ عثمانیہ لاہور، 1987ء، ج7، ص4

Kandehlavi,Maolana M Idrees, Altaliq u Sabih, Maktaba Usmania,Lahore, 1987AD, vol 7, p4

[11] ۔کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریس، علم الکلام، مکتبہ کریمیہ، ملتان، 1950ء، ج1، ص2

Kandehlavi, Maolana M Idrees,ilmul kalam, Maktaba Karimia Multan,1950AD,vol1, p12

[12] ۔کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریس، اصول اسلام، مکتبہ عثمانیہ، لاہور، 1956ء، ج1، ص5

Kandehlavi, Maolana M Idrees, Usul e Islam, Maktaba Usmania, Lahore,1956,vol 1, p12

[13] ۔کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریس، دستور اسلام، مکتبہ الحسن، لاہور، 2011ء، ص، 12

Kandehlavi, Maolana M Idrees, Dastur e Islam, Maktabat ul Hasasn,Lahore,2011AD, p12

[14] ۔کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریس التعلیقات العربیہ علی مقامات الحریریۃ، مکتبہ نعمانیہ، دیوبند، 1954ء، ص11

Kandehlavi,Maolana M Idrees, Al taliqat ul Arabia Ala muqamat ul Harirah Pub; Maktaba Numania Dwband, 1954 AD, P11

[15]۔کاندھلویؒ، مولانا محمد ادریس، سیرۃ مصطفیٰ، مکتبۃ الحسن، لاہور، 2012ء، ج1، ص5

Kandehlavi, Maolana M Idrees, Seerat e mustufa,Maktabat ul Hasasn,Lahore,2012 AD Vol 1, p15

[16]۔ رحمانی، مفتی خالد سیف اللہ، قاموس الفقہ، مکتبہ الیواقیت، دہلی، 2018ء، ج5، ص23 الجرجانی، التعریفات، مکتبۃ الفرقان ، ملتان، پاکستان، 2014ء، ص32

Rahmani,Mufti Khalid Saif Ullah, Qamus ul fiqha, Pub: Maktaba tul Yawaqit, Dehli, 2018 AD, vol 5, P23; Al Jurjani, al tarifat Pub: Maktaba tul furqan, Multan, Pakistan, 2014AD,p32

[17]۔ الجرجانی، التعریفات، مکتبۃ الفرقان، ملتان، پاکستان، 2014ء، ص32؛ رحمانی، قاموس الفقہ، ج1، ص33

Al Jurjani, al tarifat Pub: Maktaba tul furqan, Multan, Pakistan, 2014AD,p32; Rahmani, Qamus ul fiqha, vol 1, P33

[18]۔ الموسوعۃ الفقہیہ، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ، ج1، ص274

Al Mausuatul fiqhiya,Muhammad rasu ullah, vol 1, p274

[19]۔ ایضاً، الموسوعۃ الفقہیہ، محمد رسول اللہ، ج1، ص323

Ibid, Al Mausuatul fiqhiya, Muhammad rasu ullah, vol 1, p323

[20]۔ البخاریؒ، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، (256ھ) الجامع الصحیح، دار النجاۃ، بیروت، 2001ء، ج4، ص161، رقم: 4216

Al Bukhari, abu Abdullah Muhammad bin Ismail 256 H, Al Jami u Saheeh ,Darul nijat,birut,2001 AD ,Vol 4, P161, Sr 4216

[21]۔ البقرۃ، 2: 143

Al Baqara,2: 143

[22]۔ البخاری، الجامع الصحیح، ج4، ص134، رقم: 4222

Al Bukhari, Al Jami u Saheeh,Vol 4, P134, Sr 4222

[23]۔ کاندھلویؒ، معارف القرآن، سورۃ البقرہ: 142، ج1، ص305

Kandehlavi, Muqadma Maarif ul Quran, Al Baqara 142 Vol 1, p305

[24]۔ البخاری، الجامع الصحیح، ج4، ص163، رقم: 4219

Al Jami u Saheeh,Vol 4, P163, Sr, 4219

[25]۔ کاندھلویؒ، معارف القرآن، سورۃ البقرہ: 142، ج1، ص305

Kandehlavi, Muqadma Maarif ul Quran, Al Baqara 142 Vol 1, p305

[26]۔ الموسوعۃ الفقہیہ، محمد رسول اللہ، ج 1، ص 284

Al Mausuatul fiqhiya,Muhammad rasu ullah, vol 1, p284

[27]۔ الحج، 23:22

Al Hajj, 22: 23

[28]۔ الموسوعۃ الفقہیہ، محمد رسول اللہ، ج 1، ص 324

Al Mausuatul fiqhiya,Muhammad rasu ullah, vol 1, p 324

[29]-البقرہ، 143:2

Al Baqara,2: 143

[30]۔ کاندھلویؒ، معارف القرآن، سورہ البقرہ: 144، ج 1، ص 140

Kandehlavi, Muqadma Maarif ul Quran, Al Baqara 144 Vol 1, p140

[31]۔ البقرۃ، 143:2

Al Baqara,2: 143

[32]۔ محمد علی، عقائد الاسلام، ادراہ اسلامیات کراچی لاہور، 2010ء، ص 91

M.Ali Aqaid ul islam Edara Islamiat Karachi, Lahore, 2010 AD, P91

[33]۔ الموسوعۃ الفقہیہ، دائرۃ معارف سیرت، محمد رسول اللہ، ج 1، ص 34

Al Mausuatul fiqhiya,Daira Maarif Serat, Muhammad rasu ullah, vol 1, p 34

[34]۔ البقرۃ، 144:2

Al Baqara,2: 144

[35]۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرۃ مصطفیٰ، ج 1، ص 15

Kandehlavi, Maulan Muhammad Idrees, Seerat e mustufa, Vol 1, p15

[36]۔ البقرۃ، 144:2

Al Baqara,2: 144

[37]۔ الفتح، 2:48

Al Fath, 48: 2

[38]۔ الموسوعۃ الفقہیہ، محمد رسول اللہ، ج 1، ص 98

Al Mausuatul fiqhiya,Muhammad rasu ullah, vol 1, p98

[39] ۔البقرۃ،2:143

Al Baqara,2: 143

[40] ۔ایضاً،البقرۃ،2:143

Ibid Al Baqara,2: 143

[41] ۔محمد علی،عقائد الاسلام،ادراہ اسلامیات کراچی لاہور2010ء،ص15

M.Ali Aqaid ul islam Edara Islamiat Karachi, Lahore, 2010 AD, P15

[42] ۔کاندھلویؒ،معارف القرآن،سورہ البقرہ:144،ج1،ص143

Kandehlavi, Maarif ul Quran, Al Baqara 144 Vol 1, p143

[43] ۔البقرۃ،2:143

Al Baqara,2: 143

[44] ۔ایضاً،البقرۃ،2:143

Ibid Al Baqara,2: 143

[45] ۔کاندھلویؒ،سیرۃ مصطفیٰ:144،ج3،ص10

Kandehlavi, Maulan Muhammad Idrees, Seerat e mustufa, Vol 3, p10

[46] ۔الاسراء،17:1

Al Asra, 17:1

[47] ۔کاندھلویؒ،معارف القرآن،سورہ البقرہ:144،ج1،ص10

Kandehlavi, Maarif ul Quran, Al Baqara 144 Vol 1, p10

[48] ۔البقرہ،2:150

Al Baqara,2: 150

[49] ۔ البقرہ ،2:144

Al Baqara,2: 144

[50] ۔کاندھلویؒ،معارف القرآن،سورہ البقرہ:144،ج1،ص140

Kandehlavi, Maarif ul Quran, Al Baqara 144 Vol 1, p140

[51] ۔کاندھلویؒ،معارف القرآن،ج1،ص120

Kandehlavi, Maarif ul Quran, Vol 1, p120

[52] ۔شبلی نعمانی،سیرۃ النبی،مکتبہ الفرقان،لاہور،1999ء،ج1،ص40

Shebli Numani, Seerat u Nabbi, Maktabat ul furqan, Lahore,1999AD, Vol 1, p40

[53] ۔ السجستانی،سلیمان بن محمد،سنن ابی داؤد،مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی،2001ءج1:ص176

Al Sajestani, Suliman bin Muhammad,Sunan e abi Daud,H.M Saeed, Karachi, Vol 1, p176

[54] ۔الموسعۃ الفقہیہ، محمد رسول اللہ، ج3، ص14

Al Mausuatul fiqhiya, Muhammad rasu ullah, vol 3, p14